مولانا عبید اللہ عفیف

الاستفتاء

(۲)

قربانی کے چار دن ہیں!

سوال: بعض لوگ صرف ۱۲ ذوالحجہ تک قربانی کو جائز قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک قربانی کے صرف تین دن ہیں۔ آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں صحیح فیصلہ تحریر فرمائیں، جزاکم اللہ!

حکیم محمد دین، سعد اللہ پور، ضلع گوجرانوالہ براہ ونیکے تارڑ۔

الجواب بعون الوہاب ومنہ الصدق والصواب، اقول وباللہ التوفیق!

اس بارہ میں امتِ مسلمہ کا اتفاق ہے کہ قربانی صحیح معنیٰ میں قربانی وہی ہوگی جو نمازِ عید ادا کرنے کے بعد کی جائے۔ اور جو قربانی نمازِ عید ادا کرنے سے پہلے ذبح کی جائیگی وہ قربانی جائز نہیں ہوگی۔ جیسے کہ صحیح حدیث میں وارد ہے:

"عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ذبح قبل الصلوٰۃ فلیعد" الخ

"عن جندب بن سفیان قال شهدت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم النحر فقال من ذبح قبل الصلوٰۃ فلیعد مکانها اخریٰ" (صحیح بخاری ص۸۳۴ ج۲)

"حضرت جندبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز ادا کرنے سے پہلے قربانی ذبح کرتا ہے، وہ دوبارہ قربانی دے۔"

رہی یہ بات کہ قربانی کتنے دن تک ذبح کی جاسکتی ہے اور یہی مسئلہ آج کی صحبت میں ہمارے

مقالہ کا عنوان ہے چنانچہ اس میں علمائے شریعت کا اختلاف ہے۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

"وفی ھذہ المسئلۃ اربعۃ اقوال احدھا ان وقت الذبح یوم الاضحیٰ وثلاثۃ ایام بعدھا ومنقول عن علی والثانی ان وقت الذبح یوم النحر ویومان بعدہ وھذا مذھب احمد ومالک وابی حنیفۃ رحمہم اللہ والثالث ان وقت النحر یوم واحد وھو منقول عن ابن سیرین والرابع انہ یوم واحد فی الامصار وثلاثۃ ایام فی منیٰ لانھا ھناک اعمال المناسک من الرمی والطواف والحلق" زاد المعاد ص ۲۴۷، ج ۱)

"قربانی کے آخری وقت میں چار اقوال ہیں۔ پہلا یہ ہے کہ قربانی یوم نحر سے لے کر ۱۳ ذوالحجہ تک ذبح کرنی جائز ہے جیسے حضرت علیؓ وغیرہ سے منقول ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ قربانی کا جانور صرف بارہ ذوالحجہ تک ذبح کرنا جائز ہے۔ امام مالکؒ، ابوحنیفہؒ، احمدؒ کے علاوہ صحابہ میں سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا یہی قول ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ قربانی صرف ۱۰ ذوالحجہ کے دن ہی کرنی چاہیئے۔ جیسے امام ابن سیرین کا خیال ہے چوتھا قول اس طرح ہے کہ سعید بن جبیر اور جابر بن زید کہتے ہیں کہ شہری لوگوں کیلئے صرف ۱۰ ذوالحجہ کا دن ہے اور اہل منیٰ کو ۱۳ ذوالحجہ تک قربانی ذبح کرنی جائز ہے۔"

حالانکہ ایک پانچواں قول بھی ہے اور وہ یہ کہ قربانی ایک نیک کام ہے جو آخر ذوالحجہ تک جائز ہے۔ یہ امام ابن حزم کا خیال ہے ——— اب ہم ان تمام اقوال پر علیحدہ علیحدہ تبصرہ کرتے ہیں:

پانچواں قول کہ قربانی آخر ذوالحجہ تک کرنی جائز ہے، صحیح نہیں۔ کیونکہ اس کی تائید میں کوئی مرفوع روایت نہیں ہے۔ ہاں ایک مرسل روایت ذکر کی جاتی ہے اور مرسل روایت محدثین کے ہاں مقبول نہیں ہے۔ نزہۃ النظر، تدریب الراوی اور کفایہ بغدادی میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ جب صحیح مرفوع حدیث موجود ہو تو محدثین کے علاوہ خود وہ لوگ جن کے نزدیک مرسل حدیث حجت ہوتی ہے، اسے حجت نہیں مانتے۔ البتہ اس قول کے سلسلہ میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے مسند احمد کے حوالہ سے ابو امامہ کی ایک روایت نقل کی ہے کہ:

"کان المسلمون یشتری احدھم الاضحیۃ فیسمنھا ویذبحھا فی آخر ذی الحجۃ قال احمد ھذا حدیث عجیب" (فتح الباری شرح صحیح بخاری ص ۳۲۵، پارہ ۲۳)

کہ بعض صحابہ کرام جانور خرید کر ان کو خوب موٹا تازہ کرتے اور ذوالحجہ کے آخر میں ذبح کرتے امام احمد کہتے ہیں کہ یہ روایت عجیب قسم کی ہے " . . . . اور جب یہ خود ہی عجیب ہے تو پھر مرسل کی مؤید کیسے بن سکتی ہے ؛

چوتھا قول بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ اہلِ امصار اور اہلِ منیٰ کی جو تقسیم روا رکھی گئی ہے ہمیں اس کی کوئی دلیل نہیں ملتی۔

اور تیسرا قول تو بالکل غلط ہے کیونکہ یہ قرآنِ مجید کی نص کے خلاف ہے ۔ چنانچہ ارشاد ہے :

"یذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام"

کہ "ایام معلومات میں قربانی کے جانوروں پر اللہ تعالیٰ کا نام لیں" اور لفظ ایام جمع ہے ۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ خود قرآنِ مجید میں قربانی کے لئے متعدد ایام کا ذکر موجود ہے ۔ لہٰذا یہ قول صریح طور پر قرآن کے خلاف ہے ۔ اور نہایت غلط !

اب رہا دوسرا قول کہ قربانی عید کے دن سے لے کر بارہ ذوالحجہ تک کرنی جائز ہے اور اس کے بعد جائز نہیں ۔ گو یہ قول بھی درجۂ صحت سے گرا ہوا ہے تاہم حنفیہ اور مالکیہ اس کی تائید میں چند آثار پیش کرتے ہیں :

۱۔ "عن علی ؓ النحر ثلاثۃ ایام" الخ

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ قربانی تین دن ہے "

یہ قول صحیح نہیں ۔ کیونکہ اس کی سند میں ابن ابی لیلیٰ اور منہال نامی دو راوی ضعیف ہیں ۔ حافظ ابن حزم فرماتے ہیں کہ "ابن ابی لیلیٰ سیئ الحفظ ہے اور منہال متکلم فیہ ہے" (محلی ابن حزم ص ۳۷۷، ج ۷) بلکہ حضرت علیؓ سے ۱۳ ذوالحجہ تک قربانی ذبح کرنے کا جواز منقول ہے جسے ہم آگے نقل کر رہے ہیں ۔

۲۔ "مالک بن ماعز او ماعز بن مالک ان اباہ سمع عمر یقول انما النحر فی ھذہ الثلاثۃ الایام" (محلی ابن حزم)

یعنی "حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ قربانی صرف تین دن جائز ہے"

مگر حافظ ابن حزم فرماتے ہیں :

"عن عمر من طریق مجھول عن ابیہ مجھول"

یعنی "حضرت عمرؓ کی روایت میں استاذ شاگرد یعنی باپ بیٹا دونوں مجہول ہیں" (حوالہ مذکور)

۳۔ "عن ابی حمزۃ عن حرب عن ابن عباس قال ایام النحر ثلاثۃ ایام"

کہ "حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ قربانی کے تین دن ہیں"

مگر یہ قول بھی صحیح نہیں - حافظ ابن حزمؒ کہتے ہیں :

"فیہ ابوحمزۃ وھو ضعیف"

کہ "اس روایت کا ایک راوی ابوحمزہ ضعیف ہے"

۴ - "عن اسماعیل بن عیاش عن عبداللہ بن نافع عن نافع عن ابن عمر الاضحیٰ یوم النحر ویومان بعدہٗ" (محلی ابن حزم)

کہ "قربانی ۱۲ ذوالحجہ تک ہے"

لیکن یہ قول بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ اسماعیل بن عیاش اور عبداللہ بن نافع دونوں ضعیف راوی ہیں؛ کما قال الامام علی بن حزم فی کتابہ المحلیٰ !

۵ - "عن انس الاضحیٰ ثلاثۃ ایام"

کہ "قربانی تین دن تک ہے"

اگرچہ امام ابن حزم نے اس کو صحیح کہا ہے - مگر اس سے دلیل نہیں لی جا سکتی - کیونکہ یہ ان کی اپنی رائے ہے اور دلیل کے لئے مرفوع حدیث درکار ہوتی ہے ۔

علاوہ ان آثار کے حنفیہ کی طرف سے یہ دعویٰ بھی کیا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ اجماعی ہے - مگر ان کا یہ دعویٰ دلیل سے کورا ہے - چنانچہ حافظ ابن حزم فرماتے ہیں :

" وان کان ھذا اجماعا فقد خالفہ عطاء وعمر بن عبد العزیز والحسن البصری والزھری وابو سلمۃ بن عبد الرحمان وسلیمان بن یسار الاجماع واف لکل اجماع خرج عنہ ھؤلاء"

(محلی ابن حزم صفحہ ۳۷۸، ج ۷)

کہ "اجماع کا دعویٰ قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے کیونکہ امام عطاء، عمر بن عبدالعزیز، امام حسن بصری، امام ابوشہاب زہری، ابو مسلمہ اور سلیمان جیسے نامور ائمہ اس کی مخالفت کرتے ہیں اور ایسا اجماع قابلِ رحم ہے جس کے ایسے لوگ مخالف ہوں"

اور یہ بات بھی یاد رہے کہ اس بات کو مشہور محقق حنفی حافظ زیلعی نے بھی "غریب جداً" کہا ہے۔ چنانچہ نصب الرایہ صفحہ ۲۱۳، ج ۴ میں ہے:

"روی عن عمر وعلی وابن عباس انھم قالوا ایام النحر ثلاثۃ افضلھا اولھا قلت غریب جدا"

لہٰذا یہ اقوال خود حنفیہ کے ہاں بھی قابلِ استدلال اور لائق اعتبار نہیں ہیں۔ ان چار اقوال پر بحث کرنے کے بعد اب پہلا قول کہ قربانی عید کے دن سے لیکر ۱۳ ذوالحجہ تک ذبح کرنی جائز ہے، باقی رہ جاتا ہے۔ لہٰذا اب اس پر مفصل بحث کی جاتی ہے۔

ہمارے نزدیک دلائل کی روشنی میں یہ قول اصح اور اثبت ہے کیونکہ احادیث صحیحہ کے ساتھ ساتھ جمہور اہلِ علم کی بھی یہی رائے ہے۔

۱۔ "عن جبیر بن مطعم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل فجاج منیٰ منحرۃ وکل ایام التشریق ذبح۔" (موارد الظمآن الیٰ زوائد ابن حبان ص۲۴۹)

کہ "منیٰ کی ہر گلی منحر ہے اور پورے ایامِ تشریق میں قربانی کرنا جائز ہے۔" اس حدیث کو امام دارقطنی نے بھی نقل کیا ہے۔ اور اس کی سند یہ ہے، سلیمان بن موسیٰ عن عمرو بن دینار عن نافع بن جبیر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (نیل ص۲۱۶، ج ۵)

اس روایت کو حافظ بیہقی اور محدّث ابن عدی نے بھی نقل کیا ہے۔ مگر ابن عدی کی روایت میں ایک راوی معاویہ بن یحییٰ صوفی ضعیف ہے۔ محدّث، بزاز، اور محدّث ابن حاتم نے بھی اس کو ذکر کیا ہے جیسے کہ نصب الرایہ ص۲۱۳، ج ۴ میں ہے۔ لیکن ان تمام طرق کو علامہ زیلعی اور امام ابن قیم نے منقطع قرار دیا ہے۔ مگر ان کی یہ جرح درخورِ اعتنا اور لحاظ کے قابل نہیں ہے۔ کیونکہ حافظ ابن حجر نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبارت یہ ہے:

"وحجۃ الجمہور حدیث جبیر بن مطعم رفعہ فجاج منیٰ منحر وکل ایام التشریق ذبح۔ اخرجہ احمد لکن فی سندہ انقطاع ووصلہ الدارقطنی ورجالہ ثقات"۔ (فتح الباری ص۳۴۵، پارہ ۲۳)

"جبیر بن مطعم کی مرفوع حدیث جمہور اہلِ علم کی دلیل ہے کہ ایامِ تشریق میں قربانی ذبح کرنا جائز ہے۔ اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔ مگر اس کی سند میں انقطاع ہے اور امام دارقطنی نے اسے متصل بیان کیا ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ اور جب اس روایت کو محدّث ابن حبان نے اپنی صحیح میں ذکر کر دیا ہے تو پھر اس انقطاع کا سوال ہی نہیں پیدا نہیں ہوتا۔ مزید برآں امام شوکانی نے بھی محدّث ابن حبان کی روایت کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔" (نیل الاوطار ص۲۱۶، ج ۵)

نیز خود محقق علامہ حافظ ابن قیم نے بھی اس روایت کو دو طریقوں سے روایت کیا ہے۔ ایک

حضرت جبیر بن مطعم کے واسطے سے اور دوسرے اسامہ بن زید سے اور اسامہ بن زید عن عطاء عن جابر سے بھی روایت کیا ہے اور اسامہ بن زید والی روایت کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔" (زاد المعاد ص۲۴۷ ج ۱)

"وقال یعقوب بن سفیان اسامۃ بن زید عند اھل المدینۃ ثقۃ مامون"

کہ "اہل مدینہ کے نزدیک اسامہ قابل اعتماد اور مامون راوی ہے" بلکہ حق بات یہ ہے۔ خود حافظ ابن قیم کے نزدیک بھی ۱۳ ذی الحجہ تک قربانی ذبح کرنی جائز ہے۔ چنانچہ ۱۲ ذوالحجہ تک قربانی کرنے والوں کی طرف سے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"واما نھیہ عن ادخار لحوم الاضاحی فوق ثلاث فلا یدل علی ان ایام الذبح ثلاثۃ فقط لان الحدیث دلیل علی نھی الذابح ان یدخر شیئا فوق ثلاثۃ ایام من یوم ذبحہ فلو اخر الذبح الی الیوم الثالث لجاز لہ الادخار وقت النھی ما بینہ وبین ثلاثۃ ایام"

کہ "تین دن سے زیادہ مدت تک گوشت کا ذخیرہ کرنے کے متعلق جو امتناعی حکم ہے وہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ قربانی صرف تین دن تک ہے" الخ

جمہور اہل علم کا یہی مذہب ہے جیسا کہ فتح الباری کے حوالہ سے اوپر لکھا جا چکا ہے۔

"وقال علی بن ابی طالب ایام النحر یوم الاضحیٰ وثلاثۃ ایام بعدہ وھو مذھب امام اھل البصرۃ الحسن وامام اھل مکۃ عطاء بن ابی رباح وامام اھل الشام الاوزاعی وامام فقھاء اھل حدیث الشافعی رحمہ اللہ واختارہ ابن المنذر" (زاد المعاد ص۲۴۶ ج ۱)

کہ "جناب علیؓ کے نزدیک ۱۳ ذوالحجہ تک قربانی ذبح کرنی جائز ہے۔ بصرہ کے امام حسنؒ مکہ معظمہ کے امام عطاءؒ، شام کے امام اوزاعی اور سرخیل فقہاء اہل حدیث حضرت امام شافعیؒ کا یہی مذہب ہے۔ اور اسی مذہب کو حضرت ابن المنذر جیسی شخصیت نے پسند فرمایا ہے۔"

نووی شرح مسلم میں ہے:

"فقال الشافعی یجوز فی یوم النحر وایام التشریق ثلاثۃ بعدہ وممن قال بھذا علی بن ابی طالب وجبیر بن مطعم وابن عباس وعطاء والحسن البصری وعمر بن عبد العزیز وسلیمان بن موسیٰ الاسدی فقیہ اھل الشام مکحول وداود الظاھری وقال سعید بن جبیر لاھل القری یوم النحر وایام التشریق"

(نووی ص۱۵۳ ج ۲، نیل الاوطار ص۲۱۶ ج ۵)

یعنی "امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ عید کے دن اور عید کے تین دن بعد ایام تشریق میں بھی جائز ہے۔
اور یہی قول ہے حضرت علیؓ بن طالب، جبیرؓ بن مطعم، عبداللہ بن عباسؓ، تابعین میں سے حضرت
حسن بصری، عطاء، حضرت عمر بن عبدالعزیز، حضرت سلیمان، حضرت مکحول، امام داؤد ظاہری
اور سعید بن جبیر کا اور امام ابن المنذر کا بھی اسی طرف رجحان ہے۔"

اسی طرح حافظ ابن تیمیہؒ نے کتاب الاختیارات میں لکھا ہے کہ آخر وقت "ذبح الاضحیۃ
آخر ایام التشریق وھو مذھب الشافعی واحد قولی احمد" (الاعتصام ۲۸ فروری
۶۹ ص۷) قربانی ذبح کرنے کا ایام تشریق کا آخری دن ہے۔"

اس قول کی تائید عقبہ بن عامر کی اس صحیح حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ:

"ایام التشریق ایام اکل وشرب" (تحفۃ الاحوذی ص۶۳، ج۲)

"ایام تشریق کھانے پینے کے دن ہیں"

چنانچہ امام ابن قیم فرماتے ہیں:

"ولان الثلاثۃ تختص بکونھا ایام منیٰ وایام الرمی وایام التشریق ویحرم صیامھا
فھی اخوۃ فی ھذہ الاحکام فکیف تفترق فی جواز الذبح بغیر نص ولا اجماع وروی
من وجھین مختلفین یشد احدھما الآخر" (زاد المعاد ص۲۶۴، ج۱)

یعنی جب یہ تینوں دن ایام منیٰ، ایام رمی، ایام تشریق (یعنی گوشت کوٹنا) ہیں۔ اور ان دنوں
میں روزہ رکھنا حرام ہے۔ پس یہ احکام جب ان احکام میں برابر ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ نص اور
اجماع کے بغیر ایام تشریق میں قربانی ذبح کرنے پر قدغن اور پابندی عائد کر دی جائے۔"

اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قول کی تائید میں ایسی دو حدیثیں بھی ثابت ہیں جو ان
ایام میں ذبح کے جواز میں قابلِ استدلال ہیں اور وہ دونوں روایتیں ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ ایک
تو حضرت جبیرؓ بن مطعم کی اور دوسری اسامہ بن زید عن عطاء عن جابر کی روایت ہے۔ حافظ ابن کثیر
نے بھی اسی قول کی تائید فرمائی ہے اور اسے راجح قرار دیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"ایام معلومات سے مراد ایام معدودات ہیں۔ اور ایام معدودات یہ ہیں: "الایام المعدودات
ثلاثۃ ایام بعد یوم النحر وھذا اسناد صحیح" (تفسیر ابن کثیر ص۵۷۶، سورۂ حج)
کہ "ایام معدودات سے مراد عید کا دن اور ایام تشریق مراد ہیں"

امام محمد بن علی شوکانی اس مبحث کے آخر میں ان تمام اقوال پر محاکمہ کرنے کے بعد اپنا قولِ فیصل یوں

رقم فرماتے ہیں:

"فھذہ خمسۃ مذاھب ارجحھا المذھب الاول للاحادیث المذکورۃ فی الباب وھی یقوی بعضھا بعضاً" (نیل الاوطار ص۲۱۶ ج ۵)

کہ "ان پانچوں مذاہب میں سے پہلے مذہب کہ قربانی عید کے دن سے لے کر ۱۳ ذوالحجہ تک جائز ہے، از روئے احادیث ارجح اور اثبت ہے اور اس باب میں مذکورہ احادیث قابلِ استدلال ہیں۔

فیصلہ:

بہرحال ۱۳ ذوالحجہ کے سورج کے غروب سے پہلے پہلے قربانی ذبح کرنی جائز ہے اور یہ قربانی صحیح اور درست ہوگی، بدعت نہ ہوگی۔ واللہ اعلم!

سوال: اگر بکرا دوندانہ ہو لیکن خوب موٹا تازہ ہو تو کیا اس کی قربانی جائز ہے؛

(سائل - عبدالمجید بھٹی، نواں کوٹ - ضلع گوجرانوالہ)

الجواب:

اقول و باللہ التوفیق!

واضح ہو کہ قربانی کے جانور کیلئے جہاں یہ ضروری ہے کہ وہ جملہ عیوب سے پاک اور موٹا تازہ ہو، وہاں قربانی کی مطلوبہ شرائط میں یہ شرط انتہائی ضروری ہے کہ قربانی کیا جانے والا جانور دودنت (دوندا) بھی ہو۔ اونٹ، بکری، گائے اور مینڈھا کا دوندا ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حدیث ہے:

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتذبحوا الا مسنۃ الا ان یعسر علیکم فتذبحوا جذعۃ من الضأن" (صحیح مسلم باب سن الاضحیۃ ج۲ ص۱۵۵)

کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دو دنت جانور قربانی کیا کرو۔ ہاں اگر تلاشِ بسیار کے باوجود دودنت نہ ملے تو مینڈھا کھیرا ذبح کر دیا کرو"

معلوم ہوا کہ یہ رعایت صرف مینڈھے میں ہے، گائے اونٹ اور بکری میں نہیں ہے۔ اس لئے قربانی کے جانور کا دوندا ہونا ضروری ہے، ورنہ قربانی شکی ہوگی، واللہ اعلم بالصواب!